عباس محمود العقاد کی سوانح نگاری کا تنقیدی جائزہ

۱۔ڈاکٹر ارشاد احمد میر

۲۔بلال احمد بیگ

عباس محمود العقاد نابغہ عصر اور یگانا روزگار تھے، ایسی جامع کمالات ہستی صدیوں میں پیدا ہوتی ہے محمد عبدہ اور فرید وجدی کے فیض تربیت سے فکر وتدبر حاصل کرنے والوں میں ان کا نام سرفہرست آتا ہے، وہ ایک دیدور محقق گراں پایہ ادیب صاحب طرز انشاء پرداز اور دینیات کے متبحر عالم تھے، انہوں نے اپنی ساری زندگی بلند علمی وقار ومتانت کے ساتھ عربی ادب کی خدمت میں گزاری، ان کی ہمہ گیری اور جامعیت کا اندازہ ان کی معیاری تصانیف سے لگایا جا سکتا ہے، انہوں نے ادب تحقیق وتنقید سوانح و تاریخ جیسے مختلف انواع موضوعات پر کتابیں لکھیں، اور ہر موضوع پر اعلی تحقیقی شان سے قلم اٹھایا، ان کی ہر تصنیف اس موضوع پر حرف آخر کا درجہ رکھتی ہے۔ان کی تصانیف صرف معلومات کا خزانہ ہی نہیں ہے بلکہ حیرت انگیز بھی اور موجودہ صدی کے مسلمانوں میں ذہنی وفکری انقلاب کی نقیب بھی ہیں، زبان وادب کے مصرے ومحقق کی حیثیت سے عقاد کا درجہ انتہائی بلندی پر ہے ان کی کاوشوں نے عربی ادب کو علمی تحقیق ودولت سے مالا مال کر دیا جن میں ان کی تحقیقی بصیرت اور تنقیدی صلاحیت کے بھرپور جلوہ گری ہے۔

عقاد کا فکری رجحان:

عباس محمود العقاد اپنے دور کے نمایاں ادیب ہونے کے ساتھ ایک مفکر، فلسفی اور گونا گوں صفات کے مالک شخصیت تھی، وہ کائنات اور اس میں رونما ہونے والے واقعات و حوادث پر گہری نظر کے ساتھ برابر غور وفکر کرتے تھے دنیا کو ظاہری نگاہ کے ساتھ اپنی روحانی نگاہ سے بھی پرکھا اور فلسفیانہ انداز میں اس کے محرکات کو جانچنے کی کوشش کی۔ چونکہ وہ ایک کثیر المطالعہ شخصیت کے حامل تھے، اس وجہ سے انکا شعور وذہن ہمیشہ بیدار رہتا تھا، اشیاء کی حقیقت کا ادراک اور اس کی تہہ تک پہنچنا ان کیلئے بہت آسان ہوتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ انسان اور کائنات کی جو حقیقتیں انہوں نے اپنی تحریروں میں پیش کی ہیں، اس کے پیچھے وسیع مطالعہ غور وفکر کا ایک طویل عرصہ کارفرما ہے۔عقاد انسانیت کے مخلص ،اچھے روایات کے پاسدار وامین اور حسن واخلاص وصداقت کے پیامبر تھے وہ ہمیشہ چاہتے تھے کہ حق کی دنیا میں ہمیشہ فتح ہو انہوں نے پوری زندگی انسانیت اور کائنات کے خلاف جو بھی چیزیں تھی اس سے جنگ میں گزار دی اور کبھی اس کے نتائج وخسارے کی پرواہ نہیں کی اور نہ ہی اس جنگ میں کسی نرمی ومصلحت پسندی کو اپنایا۔

ان کو خدا نے غیر معمولی ذکاوت وذہانت سے نوازا تھا یہی وجہ ہے کہ انہوں نے ادب کے ہر پہلو پر اپنی بے پناہ صلاحیتوں کے جوہر لوٹائے، قدرت نے ان کے اندر یقین اور مسلسل عمل کرنے کی صلاحیت وقدرت ودیعت کی تھی، خودی اور قناعت کی گراں بہا دولت بھی ان کو میسر تھی، خودداری کا یہ عالم تھا کہ انتہائی سختیوں اور مصائب کے باوجود انہوں نے حالات سے مجبور ہو کر نہ تو کبھی خود سپردگی کی بات سوچی اور نہ کبھی ضمیر فروشی کے خیال کو دل میں جگہ دی، بقول عبدالقادر المازنی:

"اگر عقاد کا قلب وضمیر مطمئن ہوجائے تو ان کے لئے ہر بات آسان ہوجاتی ہے لیکن اگر ان کا ضمیر ووجدان گوارہ نہ کرے تو ان کے نزدیک مال ودولت آزادی اور حیات کی بھی کوئی قیمت نہیں اس لئے اگر یہ کہا جائے تو بجا نہ ہوگا کہ عقاد اپنے اعتقادات پر ہی زندہ رہے، ضمیر کی آواز کے خلاف ان کو نہ تو زندگی میں کوئی آسائش نظر آتی تھی اور نہ ہی زندگی کی کوئی حقیقت چنانچہ وہ لوگوں کے مابین زندگی گزارتے ہوئے بھی الگ تھلگ اور ممتاز نظر آتے تھے، وہ کہتے ہیں کہ عقاد کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ ان کی خود اعتمادی اتنی قوی ہے کہ وہ خارجی مدد کی کوئی ضرورت محسوس کرتے ۔

عباس محمود العقاد چونکہ شاعر، فلسفی، نقاد وادیب اور سوانح نگار بھی تھے اس لئے ان کی تحریروں میں فکر اور دقت نظر کے ساتھ شاعرانہ لطافت اور فلسفیانہ شگافیاں بھی محسوس کی جا سکتی ہیں۔ ان کے افکار میں گہرائی وگیرائی اور وسعت مطالعہ کی وجہ ان کے قلم میں خود اعتمادی کی کارفرمائی جلوہ گر نظر آتی ہے۔ان کی ہر تحریر میں عبارات اور جملے اپنے مطالعہ اور فکر کا نچوڑ ہوتے ہیں. عقاد کے ادب فلسفہ وسوانح میں ایمان بالروح کی گہری چھاپ ہوتی ہے ان کی تحریر کو پڑھ کر سمجھ لینا چاہیے کہ ان کو اس بات پر یقین کامل ہے کہ ان کے نزدیک سارے عالم کی قوت روح کی کارفرمائیوں ہی کی بدولت ہے۔لہذا داخلیت یا اندرونی احساسات کو یہ شرف حاصل ہے کہ وہ انسانی قلب کی گہرائیوں تک پہنچے خارجی زیب و زینت اور ظاہری حسن وجمال وقتی طور سے نظروں کو تو خیرہ کرسکتا ہے، لیکن اس میں اثر پذیری کی وہ کیفیت نہیں ہوسکتی جو اس کو خلود کی ضمانت عطا کرے، حقیقی ادب بھی داخلی ادب ہوتا ہے جس کی اہم خصوصیات یہ ہے کہ وہ حیات وکائنات کے اسرار ورموز پر غور وفکر کی دعوت دیتا ہے اور قاری اور سامع کے جذبات واحساسات کو جھنجھوڑ کر رکھ دے۔

عقاد کے نزدیک مطالعہ انسانی زندگی کی گہرائی وگیرائی میں اضافہ کرتا ہے بالفاظ دیگر مطالعے سے انسان کو دو زندگیاں مل جاتی ہیں وہ کہتے ہیں کہ:

"میں کتابوں سے اس لئے محبت نہیں کرتا کہ میں تارک الدنیا ہوں بلکہ اس لئے کرتا ہوں کہ میں ایک زندگی پر اکتفا نہیں کرسکتا"

زیر کو ذہن عقاد کے بارے میں اس سے کچھ اور زیادہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ دائرہ المعارف ہیں جو ہر پہلو سے مکمل ہیں ان کے وسیع علمی وفکری اور ادبی معلومات ان کے انہماک مطالعہ نے ان کو ایک انسائکلو پیڈیا **Encyclopaedia** کی حیثیت دے دی اور ادبی تاریخ، سوانح اور دوسرے میدانوں میں انہوں نے فوقیت حاصل کرنے کے بعد تجدد کی بنیاد ڈالی۔ بقول ابراہیم عبدالقادر المازنی:

عقاد ادب اور زندگی کے پیغامبر تھے جس کو انہوں نے پوری ذمہ داری اور توجہ سے پہنچایا، پیغامبر کے لیے ضروری ہے کہ اس پیغام پر اس کا کامل یقین ہو اور اس کو پہنچانے میں مخلص ہو ایمان واخلاص میں تکلف کو کوئی دخل نہیں ہوتا، بلکہ وہ ایک چھاپ ہوتی ہے جس کا اثر اس کے ہر عمل میں ظاہر ہوتا ہے عقاد میں بھی ایمان واخلاص کی ایسی چھاپ تھی کہ ان کے ہر قول وفعل میں خواہ وہ سیاست سے متعلق ہو یا ادب سے اس کا اثر نمایاں ہے۔

عقاد کی ذات گرامی کے بارے میں یہ فیصلہ کرنا بڑا مشکل ہے کہ ادب پر ان کی قدرت زیادہ ہے یا دوسرے موضوعات پر، ان کی حیثیت سارے موضوعات پر ایک ایسے شخص کی ہے جس کے پاس انسانیت کو دینے کے لیے ایک مکمل پیغام ہے، جس